69752 ـ خاندان والوں كى لاعلمى ميں اسلام قبول كر ليا اور اب وہ اس كى غير مسلم سے شادى كرنا چاہتے ہيں

سوال

ميں دو يا تين برس سے مسلمان ہو چكى ہوں يونيورسٹى ميں اپنے كلاس فيلو سے متاثر ہوئى اور پھر ہم ايك دوسرے كو پسند كرنے لگے، اور ميں نے اسلام قبول كر ليا اور اب ہم شادى كى رغبت ركھتے ہيں، كيونكہ خاندان كافر ہے اس ليے وہ ان تعلقات كى مخالفت كرتا ہے، اور اسى طرح اس نوجوان كے والدين كى بھى يہى حالت ہے، ميرے والدين كو ميرے اسلام قبول كرنے كا كوئى علم نہيں، كيونكہ نے اسلام ظاہر نہيں كيا اور خفيہ طور پر اسلامى امور پر عمل كرتى ہوں.

اور ميں آپ كو يہ بھى معلومات دينا چاہتى ہوں كہ ميں مذكورہ نوجوان سے شادى كر كے ايك اسلامى زندگى بسر كرنا چاہتى ہوں، ميں كسى كافر شخص سے شادى نہيں كرنا چاہتى ميرے والدين چاہتے ہيں كہ ميں اپنے ملك واپس جا كر ايسے شخص سے شادى كروں جو ان كے دين پر ہى عمل كرتا ہے.

كيا ہمارى شادى كے ليے ہمارے والدين كى موافقت ضرورى ہے، اور كيا ان كے علم كے بغير ہمارى شادى ممكن ہے يا كہ اسے ان كى اجازت تك مؤخر كر ديا جائے، مجھے خدشہ ہے كہ اگر ميرے والدين كو پتہ چل گيا كہ ميں مسلمان ہو گئى ہوں تو وہ زندگى سے ہاتھ دھو بيٹھيں گے اور مر جائينگے، كيونكہ وہ مسلمانوں كو ناپسند كرتے ہيں، اور ميں نہيں جانتى كہ انہيں كيسے مطمئن كيا جائے، كيا ميرى شادى كے ليے انہيں مطمئن كرنا ضرورى ہے، يا كہ ميرے ليے ان كى رغبت كى مخالفت كرنا جائز ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سوال كا جواب دينے سے قبل ہميں يہ خوشى محسوس ہو گى كہ ہم آپ كو اسلام قبول كرنے پر مباركباد پيش كريں، كيونكہ يہى وہ دين ہے جو خاتم الاديان ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالى نے اسى دين كو سارى مخلوق كے ليے اختيار كيا اور اس كو دين اپنانے پر راضى ہوا ہے، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو مبعوث كيا تا كہ وہ سب جہانوں كے

لیے خوشخبری دینے اور ڈرانے والے ہوں.

آپ سے قبل بھی بہت سارے افراد کو اللہ سبحانہ و تعالی نے اس دین کی ہدایت نصیب فرمائی اور انہوں نے اسلام قبول کیا، اور بہت سارے افراد اپنے عناد و دشمنی اور تکبر کی بنا پر اس نعمت سے محروم رہے، اس لیے آپ پر واجب اور ضروری ہے کہ آپ ہر وقت اپنے پروردگار کا شکر ادا کریں جس نے آپ کو کفر و جہالت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و اسلام اور علم و توحید کے نور اور روشنی کی راہ پر ڈال دیا، اور آپ کے دین اسلام کے احکام کی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے تا کہ آپ کے اطمنان اور حسن اختیار اور بھی اضافہ ہو اور آپ کے دل کو اللہ تعالی ثابت قدم رکھے.

دوم:

آپ نیا نیا اسلام قبول کرنا آپ کو یہ بتانے میں ہمارے لیے مانع نہیں کہ یہ دین عظیم احکام لایا ہے، جس سے مسلمان کے دین اور اس کی عزت و عصمت اور عقل اور اس کے مال و دولت اور حسب و نسب کی حفاظت ہوتی ہے، اس لیے اس کی حفاظت کے لیے ایسی اشیاء بھی ہیں جو حرام اور ممنوع ہیں اور اس میں ایسی بھی ہیں جو اسی بنا پر واجب اور ضروری ہیں، یہاں آپ کے سوال کے متعلق دو چیزیں پیش نظر ہیں:

عزت و عصمت اور نسب کی حفاظت کے لیے دین اسلام میں دونوں جنسوں یعنی مرد و عورت کے درمیان اختلاط اور میل جول اور مرد کا عورت کے ساتھ خلوت کرنا اور اسے ہاتھ سے چھونا حرام ہے، چہ جائیکہ اس سے بھی بڑا فحش کام زنا کا ارتکاب کیا جائے کیونکہ یہ زنا کاری تو عظیم کبیرہ گناہ ہے.

اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ دین اسلام نے عورت کو ایك قیمتی جوہر قرار دیا ہے تا کہ یہ سستا اور آسان مال بن کر انسانی بھیڑیوں کے ہتھے نہ چڑھ جائے جیسا کہ اکثر یورپی اور غیر مسلم ممالك اور ان کی تقلید کرنے والے بےوقوف قسم کے مسلمانوں کے ہاں عورت کی حالت ہے - اسے میگزین اور اخبارات میں اشیاء کی ایڈوٹائزمنٹ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے - حالانکہ دین اسلام تو اس کا بہت زیادہ دور سمجھتا ہے جو عورت کے ماں اور ایك اچھی بیوی ہونے کی صورت میں سامنے آتا ہے.

دوسری چیز یہ ہے کہ: عورت کے دین کی حفاظت کے لیے اللہ سحبانہ و تعالی نے عورت کے لیے کسی غیر مسلم اور کافر مرد سے شادی کرنا حرام کیا ہے، اور یہ حکم قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نص قرآنی اور اجماع کی رو سے کافر شخص کے لیے مسلمان عورت حلال نہیں اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

﴿ اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آ جائیں تو انہیں آزماؤ اللہ ان کے ایمان کو زیادہ جانتا ہے، تو اگر تمہیں علم ہو جائے کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو تم انہیں کافروں کی طرف واپس مت کرو، نہ تو وہ عورتیں ان کافروں کے لیے حلال ہیں، اور نہ ہی وہ کافر مرد ان مومن عورتوں کے لیے حلال ہیں ﴾الممتحنۃ (10).

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ نص قرآنی اور اجماع کی رو سے مسلمان عورت کسی کافر مرد کے لیے حلال نہیں چاہے وہ وہ کافر اصلی کافر ہو مرتد نہ ہو، اسی لیے اگر کسی کافر شخص نے کسی مسلمان عورت سے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اور ان دونوں کے مابین تفریق اور علیحدگی کرانا واجب ہے، اور اگر کافر شخص اسلام قبول کر لے اور وہ اس عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کے ساتھ نئے عقد نکاح کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے اس کے بغیر نہیں " انتہی مختصرا

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (12 / 138 - 140).

سوم:

عقد نکاح کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ عورت کا ولی موجود ہو، اور کوئی کافر شخص کسی مسلمان عورت کا ولی نہیں بن سکتا اس میں سب علماء کا اتفاق ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رہا کافر تو یہ کسی بھی حالت میں مسلمان عورت کا ولی نہیں بن سکتا، اس پر سب اہل علم جن میں مالکی شافعی اور ابو عبید اور اصحاب الرائے شامل ہیں کا اتفاق اور اجماع ہے، اور ابن منذر کہتے ہیں: اہل علم میں سے جن سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے ان سب کا اس پر اجماع ہے "

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (7 / 21).

حتی کہ آپ جیسی حالت میں بھی شادی میں ولی کا ہونا ضروری ہے، اور اگر آپ کے خاندان میں کوئی مسلمان نہیں تو آپ کی شادی حکمران کا قائم مقام کریگا جو شرعی قاضی یا مفتی یا اسلامک سینٹر کا انچارج یا امام مسجد ہو.

آپ کے لیے اپنے والد سے شادی کی اجازت لینا ضروری نہیں کیونکہ وہ کافر ہے اور آپ کا ولی نہیں بن سکتا، اور

جب شادی ہو جائے تو جائز ہے کہ آپ کے والدین کو اس کی خبر بھی نہ پہنچے، اور نہ ہی آپ کے لیے انہیں بتانا ضروری ہے.

چہارم:

اور اگر ولی مسلمان بھی ہو تو بھی اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنی ولایت میں موجود لڑکی کو ایسے شخص سے شادی پر مجبور کرے جس میں وہ رغبت نہ رکھتی ہو، اور پھر شریعت اسلامیہ مطہرہ نے لڑکی کی رضامند کو عقد نکاح کا ایك رکن مقرر کیا ہے، اور اگر لڑکی کو مجبور کیا گیا ہو تو وہ عقد نکاح صحیح نہیں ہو گا، اور اگر ثابت ہو جائے کہ شادی پر لڑکی کو مجبور کیا گیا ہے تو مسلمان قاضی اسے اس عقد نکاح کو رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار دیگا.

اسی طرح والدین میں سے کسی ایك کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے بیٹے کو ایسی عورت سے نکاح کرنے پر مجبور کرے جس سے اس کی رغبت نہ ہو، بیٹے کی شادی میں والدین کی رضامندی کو اللہ تعالی نے عقد نکاح صحیح ہونے کی شرط نہیں بنایا، لیکن بیٹے کو چاہیے کہ جب وہ والدین کی رغبت سے انکار کرے تو اس میں نرمی اختیار کرے، اور اسے والدین کی رضامندی کے حصول کے لیے اور جس سے وہ شادی کرنا چاہتا ہے اس پر انہیں راضی کرنے کے لیے ہر قسم کی کوشش کرے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" والد کے لیے جائز نہیں کہ وہ بیٹے کو ایسی عورت کے شادی کرنے پر مجبور کرے جس پر وہ راضی نہیں، چاہے وہ کسی دینی عیب کی بنا پر ہو یا کسی اخلاقی عیب کی وجہ سے، اور کتنے ہی زیادہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو ایسی عورتوں سے شادی کرنے پر مجبور کیا جنہیں وہ نہیں چاہتے تھے باپ کہتا ہے: اس سے شادی کرو کیونکہ یہ میری بھتیجی ہے، یا اس لیے کہ یہ تیری برادری اور قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے وغیرہ عذر بیان کرتا ہے، اس لیے بیٹے کو یہ قبول کرنا لازم نہیں، اور نہ ہی والد کے لیے جائز ہے کہ وہ اس پر بیٹے کو مجبور کرے، اور اسی طرح اگر بیٹا کسی نیك و صالح عورت سے شادی کرنا چاہے لیکن باپ اسے منع کر دے، تو بیٹے کو باپ کی اس مسئلہ میں اطاعت کرنی لازم نہیں.

جب بیٹا نیك و صالح بیوی پر راضی ہو اور باپ اسے کہنے کہ اس سے شادی مت کرو تو بیٹے کو اس سے شادی کرنے کا حق حاصل ہے چاہے والد اسے اس عورت سے شادی کرنے سے منع ہی کر رہا ہو، کیونکہ بیٹے کے لیے باپ کی کسی ایسی چیز میں اطاعت کرنا ضروری اور لازم نہیں جس میں باپ کو کوئی ضرر اور نقصان نہ ہوتا ہو اور

بیٹے کو اس میں فائدہ پہنچتا ہو.

اور اگر ہم یہ کہیں کہ: بیٹے کو ہر مسئلہ میں اپنے والد کی اطاعت کرنا لازم ہے حتی کہ اس میں بھی جس میں بیٹے کو فائدہ اور باپ کو کوئی نقصان نہیں تو اس سے خرابی حاصل ہو گی لیکن اس طرح کی حالت میں بیٹے کو چاہیے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ عقلمندی کا مظاہرہ کرے، اور حسب استطاعت جتنی طاقت رکھتا ہو والد کے ساتھ مدارت و نرمی سے کام لیتے ہوئے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کرے " انتہی

دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ (2 / 640 ـ 641).

پنجم:

آپ کو چاہیے کہ اپنے والدین کو بچانے اور اپنی اور ان کی دنیاوی و اخروی سعادت کی تکمیل کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کریں، اور اس کے لیے آپ کئی ایك طریقے اختیار کر سکتی ہیں جس کے ذریعہ انہیں اسلام کی دعوت دیں: مثلا آپ ای میل کے ذریعہ پیغام دیں اور اسلام کی دعوت دیں جس میں انہیں یہ علم ہی نہ ہو سکے کہ یہ ای میل آپ کی جانب سے کی گئی ہے.

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ان کا ای میل ایڈریس ایسے لوگوں کے دیں جو علوم شریعت کے ماہر ہیں اور دعوت دین میں انہیں تجربہ حاصل ہے تا کہ وہ اسلام کی دعوت دینے میں آپ کی جانب سے ذمہ داری پوری کریں، اور اسی طرح آپ اپنےق قریبی اسلامك سینٹر سے تعاون حاصل کریں تا کہ وہاں موجود دعوت دینے والوں میں سے بعض آپ کے والدین کو ملیں اور انہیں دعوت دیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ عام ڈاك کے ذریعہ انہیں کیسٹ اور دینی کتب ارسال کریں تا کہ وہ ان سے مستفید ہو سکیں.

دوسروں کی بجائے آپ کو ان کے حال کا زیادہ علم ہے ہو سکتا ہے آپ کا انہیں اسلام قبول کرنے کی خبر دینا ان کے اسلام قبول کرنے کا باعث بن جائے، اگر واقعتا ایسا ہو سکتا ہے تو آپ انہیں ضرور بتائیں کہ آپ مسلمان ہو چکی ہیں، اور اگر آپ دیکھیں کہ ایسا کرنے میں کوئی فائدہ نہیں اور ایسا کرنے سے ان پر منفی اثر ہو گا، یا پھر اس کے باعث آپ کے لیے مشکل اور تنگی پیدا ہو سکتی ہے تو پھر آپ انہیں اپنے اسلام کی خبر مت دیں، اس خبر کو مؤخر کرنا ممکن ہے حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی ان کے لیے اسلام قبول کرنے کے دروازے کھول دے، اور آپ اپنے اللہ عزوجل سے عاجزی وانکساری کے ساتھ صدق دل سے ان کی ہدایت کے لیے دعا کرتی رہیں.

ہم اللہ سبحانہ و تعالی سے دعاگو ہیں کہ وہ آپ اس دین اسلام پر ثابت قدم رکھے، اور ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ

تعالى آپ كے والدين كو بهى دين اسلام كى ہدايت نصيب فرمائے.

والله اعلم .